رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ے
سہ ماہی ...... عہ

قیمت فی پرچہ (۲)

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد (۲) | ۲۹ بہمن سنہ ۱۳۵۳ ف | ۲۴ ذیحجہ سنہ ۱۳۶۱ ھ | ۲ جنوری سنہ ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۳۸)

چیمبر آف کامرس کلکتہ میں وائسرائے کی تقریر

اور اس کا رد عمل

کیا سیاسی تعطل برقرار رہے گا؟

چیمبر آف کامرس کلکتہ میں وائسرائے نے جو پہلی تقریر کی ہے وہ ہندوستان کے سیاسی حلقوں میں موضوع بحث بنی ہوئی ہے۔ اس تقریر کو اس لئے بھی بہت اہمیت دی جا رہی ہے کہ یہ ایسے موقع پر کی گئی ہے جبکہ ابھی حال میں غیر جماعتی کانفرنس الہ آباد میں منعقد ہو چکی ہے اور کانپور میں ہندو مہاسبھا کا سالانہ اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ اس تقریر کا بعض حلقوں میں خیر مقدم کیا جا رہا ہے اور بعض حلقوں میں اس پر سخت تنقید ہو رہی ہے۔

گزشتہ چند ماہ سے ہندوستان میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ارباب مقتدر مسلم لیگ کے مطالبۂ تقسیم ہند کو ناپسند نہیں کرتے۔ بہرحال اگست کے اعلان میں صاف صریح طور پر کہا گیا تھا کہ اقلیتوں کو ان کی مرضی کے خلاف کسی دستور کو قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ مسلم لیگ کو کچھ امید بندھی اور وہ دو اقوام کے نظریہ پر مصر رہی جو لوگ یہ نعرہ بلند کر رہے تھے کہ ہندوستان ایک ناقابل تقسیم وحدت ہے اور یہاں ایک زبردست مرکزی حکومت کے قیام کا مطالبہ کر رہے تھے انہیں کوئی جواب نہیں ملا۔ ارباب مقتدر کے سکوت سے لوگ یہ نتیجہ اخذ کر رہے تھے کہ اس سکوت سے مسلم لیگ کے مطالبہ کی تائید ہوتی ہے۔ مہاسبھا ایک صاف و صریح اعلان کا مطالبہ کرتی رہی اور ایک موقع پر اس نے ایک قرارداد منظور کی جس کو ایک الٹیمیٹم سے تعبیر کیا جا رہا تھا۔

مہاسبھا کا رد عمل

برطانوی مدبرین اور حکومت برطانیہ کے ترجمانوں کے اعلانات سے ظاہر ہوتا تھا کہ اگرچہ وہ ہندوستان کی تقسیم کو پسند نہیں کرتے تاہم وہ اس کے خلاف نہیں ہیں البتہ وزیر ہند نے ایک بار "ہندوستان پہلے" کا نعرہ بلند کیا تھا۔ اس پس منظر میں دیکھا جائے تو وائسرائے کی کلکتہ والی تقریر جس میں ہندوستان کی جغرافی وحدت کو برقرار رکھنے کی تلقین کی گئی ہے دو اقوام کے نظریہ کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور اقلیتوں کے ساتھ انصاف پر زور دیا گیا ہے عام طور پر یہ احساس پیدا کر رہی ہے کہ حکومت برطانیہ مسٹر جناح کے مطالبات کی تائید نہیں کر رہی ہے۔ اور بعض حلقوں کا یہ تاثر ہے کہ کلکتہ میں وائسرائے کا یہ اعلان کابینہ جنگ کی مرضی ہوئی پالیسی کا آئینہ دار ہے۔ بعض لوگ اس تقریر میں وحدانی قومیت کا ابھار دیکھ رہے ہیں۔ ہندو مہاسبھا کے نائب صدر نے اس کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے جو لوگ مہاسبھا میں نہیں ہیں وہ اس کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ مسٹر سی۔ پی۔ راما سوامی آئر کہتے ہیں کہ تقسیم ہند کی مزاحمت سے زیادہ اہم یہ بات ہے کہ حملہ آور کا منظم مقابلہ کیا جائے۔ رائٹ آنریبل مسٹر سری نواس شاستری اس تقریر کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ احساس فرض کی طرف واپسی ہے۔

راجہ جی کا رد عمل

یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔ دوسری طرف مسٹر راجگوپال چاری ہے جو اس تقریر میں ایک سگنل دیکھ رہے ہیں۔ بعض نقاد اس شبہ کا اظہار کر رہے ہیں کہ وائسرائے کا مقصد فرقہ وارانہ مفاہمت میں رخنہ ڈالنا ہے کیونکہ الہ آباد کے فارمولا کے مطابق مفاہمت کا امکان بہت قوی ہو گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ غیر جماعتی کانفرنس کے ایک ممبر آنریبل دوارکا ... نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اب تک وہ اپنے سکوت سے مسلمانوں سے فائدہ اٹھاتے رہے اور اب ہندوؤں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اب تک فرقہ وارانہ مفاہمت اس وجہ سے ناممکن معلوم ہو رہی تھی کہ مہاسبھا اور لیگ کے نقاط نظر ناقابل مصالحت تھے لیگ تقسیم ہند پر مصر تھی اور مہاسبھا اس کی سخت مخالف۔ راجگوپال چاری نے مفاہمت کی کوشش کرکے ہدف ملامت بن گئے۔ وہ اصول پاکستان کی بنیاد پر مفاہمت کی کوشش کر رہے ہیں اور محض اپنے استقلال کی وجہ سے ایک بڑی حد تک ہندو رائے عامہ کو ہموار کر چکے تھے۔

مسلم لیگ کا رد عمل

ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگار خصوصی نے وائسرائے کی تقریر کی یہ توضیح کی ہے کہ وائسرائے نے یہ محسوس کرکے کہ تقسیم و انتشار کی بنیاد پر مفاہمت کا امکان پیدا ہو گیا ہے بروقت متنبہ کر دیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس کا رد عمل مسلم لیگ پر کیا ہوا ہے۔ مسلم لیگ کے ترجمان ڈان نے تحریر کیا ہے کہ "پاکستان کے بعض حامی محسوس کرتے ہیں کہ حکومت برطانیہ کے ترجمان بہت جلد علانیہ طور پر پاکستان سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کریں گے۔ بقیہ ملاحظہ

بقیہ ملاحظہ صفحہ (۱۱)

مملکت
ہفتہ وار

جلد (۲)	۲۹ بہمن ۱۳۵۲ف روز شنبہ	نمبر (۳۸)

قیادت سے وزارت کی طرف

(۱) میں نے فوج تیار کر دی ہے۔ قوم کو شمشیر براں اور تیغ نیم کش بنا دیا ہے۔

(۲) میں بنیاد کا پتھر ہوں۔

(۳) امیری مجلس اتحاد المسلمین اور اعمار کی تکمیل نہیں

(۴) میں اپنی مجلس کے لئے عہدے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میں چلے تو حکومت کی ایک ایک کرسی پر اپنے ایک ایک آدمی کو بٹھا دوں یہاں تک کہ صدارت عظمیٰ کی کرسی بھی نہ چھوڑوں۔

(۵) مسلمانوں کے حقوق کے لئے میں کسی طاقت سے ٹکر لیتے ہوئے دریغ نہیں کروں گا۔

(نواب بہادر یار جنگ بہادر)

مندرجہ بالا فقرے نواب بہادر یار جنگ بہادر کی افتتاحی تقریر سے نقل کئے گئے ہیں۔ نواب صاحب کے خطبۂ صدارت کی نسبت مختلف حلقوں میں یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ اگرچہ مسائل کے اعتبار سے اس میں کوئی نئی بات نہیں کہی گئی مگر اس کا لہجہ قابل تحسین ہے اور وہ سنجیدگی اور متانت کا حامل ہے۔ اپنی افتتاحی تقریر میں جس کے چند فقرے اوپر نقل کئے گئے ہیں نواب صاحب نے وہ لہجہ برقرار نہیں رکھا اور وہ متانت قائم نہیں رکھی جو خطبۂ صدارت میں اختیار کی گئی تھی۔ مندرجہ بالا فقروں کا بغور مطالعہ کرنے سے قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ اس میں آمرانہ انانیت کس طرح جھلک رہی ہے۔ جو شخص خدمت گزاری کے جذبے کے تحت میدان میں آتا ہے وہ ہر کارنامہ کو اپنی ذات سے منسوب کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ نواب صاحب کی یہ روش ایسی ہے جس سے خود ان کے رفقائے کار نالاں ہیں اگرچہ وہ اپنی اس ناراضگی کو علانیہ طور پر ظاہر کرنے کی ہمت نہیں کرتے مگر نجی صحبتوں میں اپنی بیزارگی کا برابر اظہار کرتے رہتے ہیں۔ نواب صاحب نے اپنے خطبۂ صدارت میں یہ اعتراف کیا ہے کہ مجلس میں مخلص کارکنوں کی قلت ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ:-

"ہم میں اگر کسی چیز کی کمی ہے تو وہ مخلص، صداقت شعار، بے لوث، اور ایثار پیشہ کارکنوں کی ہے۔"

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مخلص کارکنوں کی آخر قلت کیوں ہے؟ ہم اس سے قبل عرض کر چکے ہیں کہ مجلس میں ایسے افراد گھس گئے ہیں جو مجلس کے اثر کو اپنے ذاتی اغراض کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے افراد نواب صاحب کو اس طرح گھیرے رہتے ہیں کہ مخلص کارکنوں کی نواب صاحب تک رسائی ناممکن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ خود غرض افراد کی اس طرح حلقہ بندی اور نواب صاحب کے آمرانہ تحکم کی وجہ سے مخلص کارکن یا تو مجلس سے علحدہ ہیں یا مجلس میں ہیں بھی تو خاموش ہیں۔ اور جب تک مجلس پر آمریت اور انانیت کا تسلط رہے گا مخلص کارکنوں کو کام کرنے کا موقع نہیں مل سکتا۔

تعطل کی وجہ

افتتاحی تقریر میں نواب صاحب نے معاشی و تعمیری پروگرام کی عدم تکمیل کا بھی اعتراف کیا ہے مگر یہ بتانے کے بجائے کہ تعمیری پروگرام کیوں مرتب نہیں کیا گیا نواب صاحب نے نقادوں کو ہدف ملامت بنانے کی کوشش کی۔ ہم نے ایک عرصہ قبل ۱۲ تیر ۱۳۵۲ف کی اشاعت میں یہ واضح کیا تھا کہ نواب صاحب بیرونی مسائل میں الجھ کر گھر کے مسائل کو پس پشت ڈال رہے ہیں اور تعمیری پروگرام مرتب نہ ہونے کی یہی سب سے بڑی وجہ ہے۔ یہ وجہ آج بھی باقی ہے۔ چنانچہ ہم نے تحریر کیا تھا کہ:-

بجائے اس کے کہ حیدرآباد کے مسلمانوں کے لئے کوئی تعمیری کام شروع کیا جاتا نواب صاحب نے اپنی ملکی فتوحات کی سرحد میں دکن سے باہر قدم رکھا اور آپ راس کماری تک کاکساروں کے مصدقہ ریاستی مسلمانوں کے قائد مسٹر جناح کے دست راست اور مسلمانان ہند کے ہر دلعزیز جلسے کے خطیب بننے کی کوشش کرنے لگے۔ خود نواب صاحب کے نقطۂ نظر سے ان کی یہ تیز رفتاری اور قلیل ترین مدت میں مطلع ہند پر چھا جانے کی خواہش غلط تھی۔ ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ ایک حیدرآبادی قائد کے لئے حیدرآباد ہی کافی سے زیادہ تعمیری کام موجود ہے جو اس کی تفصیلی توجہ کا محتاج ہے .... نواب صاحب کے بیرونی تعلقات کی وجہ سے اور بھی برے نتائج پیدا ہوئے۔ ایک تو یہ کہ مسلمانان حیدرآباد اپنے مسائل سے غافل ہو کر مسلم لیگ اور کانگریس کے مناقشات میں منہمک ہو گئے اور سمجھنے لگے کہ مسلم لیگ کو اگر فتح ہو گئی تو ہمارے مسائل بھی سلجھ جائیں گے، حالانکہ یہ ایک غلطی ہے اور اسی بنا پر مسٹر جناح نے مکمل اصرار کے باوجود ریاستی مسلمانوں کو مسلم لیگ کے دائرہ اثر سے باہر رکھا ...."

نقادوں کو دھمکی

ان کوتاہیوں کی جانب جب کوئی نقاد اشارہ کرتا ہے تو نواب صاحب اس سے اسقدر برہم ہو جاتے ہیں اور ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو ایک لیڈر کے شایان شان نہیں ہوتے۔ اپنی افتتاحی تقریر میں نواب صاحب نے اپنے نقادوں کے خلاف جو لہجہ اختیار کیا ہے وہ نفسیاتی نقطۂ نظر سے یقیناً قابل داد ہے لیکن ملکی نقطۂ نظر سے اس کے نتائج خوشگوار نہیں ہو سکتے۔ مجلس کے کارکنوں کی باہمی رقابتیں، ان کی جاہ پرستی اور ان کی خود غرضیاں عامۃ المسلمین کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ ان چیزوں پر پردہ ڈال کر نقادوں کے خلاف برے شعور میں جو کچھ کہا جائے گا عامۃ المسلمین باور کرتے جائیں گے مگر یہ آخر کب تک؟ جب عامۃ المسلمین میں سیاسی شعور پیدا ہو جائے گا ایسے حربے کارگر ثابت نہ ہوں گے۔ نواب صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ انھوں نے عامۃ المسلمین میں سیاسی شعور پیدا کر دیا ہے۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ عامۃ المسلمین میں ایک ہیجان ضرور پیدا ہوا ہے اور وہ راستہ کی تلاش میں مضطرب ہیں۔ انھوں نے خواب غفلت سے کروٹ ضرور لی ہے مگر ان میں تنقیدی نظر پیدا نہیں ہوئی۔ اس بات کو ہم ایک مثال سے واضح کریں گے۔ نواب صاحب نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا ہے کہ:-

"اپنے سالہا سال کے تجربے اور ذاتی مشاہدہ کی بنا پر نہایت افسوس کے ساتھ اعلان کرنے پر مجبور ہوں کہ مسلمان اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں ہر جہت اور ہر پہلو سے پست ہو چکا ہے۔"

مگر نواب صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں نہایت جوش کے ساتھ فرمایا کہ:-

"…نے فوج تیار کر دی ہے اور قوم کو
شمشیر براں اور تیغ نیم کش بنا دیا ہے۔"

اگر عامتہ المسلمین میں سیاسی شعور پیدا ہو گیا ہوتا تو ان کی نظر ایسی تضاد بیانی پر ضرور پڑتی اور وہ محسوس کرتے کہ جب قوم شمشیر براں اور تیغ نیم کش بن چکی ہے تو اس میں مرعوبیت اور ہر پہلو سے پستی کیسے آ گئی۔ بات یہ ہے کہ جب عوام کی نفسیات سے کھیلا جاتا ہے تو وہ خیالات کی لطافت میں گم ہو جاتے ہیں اور ان کی فکری قوتیں دور کام کر سکتی ہیں اور نہ بیدار ہو سکتی ہیں۔ اس چیز کو مسلمانوں کا ذی شعور طبقہ ضرور محسوس کر رہا ہے لیکن وہ اپنے اندر لب کشائی کی ہمت نہیں پاتا ہے۔ مگر جب کوئی نقاد ہمت کر کے ان کوتاہیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تو اس کو گلی میں کھڑے ہو کر بھونکنے والے "کتوں" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

کیا یہی قیادت ہے؟

ہمیں اس کا افسوس نہیں کہ نواب صاحب نقادوں کو بھونکنے والے کتوں سے تعبیر کرتے ہیں یا ان کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا ان کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ مگر ہم یہ ضرور محسوس کرتے ہیں کہ ایسی آمرانہ روش کی وجہ سے مخلص کارکنوں کی مجلس سے دوری آئندہ چل کر مہلک نتائج پیدا کرے گی۔ اس کا ایک نتیجہ تو ابھی سے ظاہر ہونے لگا ہے۔ ایسے افراد جو سیاسیات پر عبور نہیں رکھتے محض شوق قیادت اور شوق تشہیر کی وجہ سے مجلس میں اہم جگہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کو نواب صاحب کی سرپرستی حاصل ہو رہی ہے۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اشتراکیت اور فاشسٹیت کے فرق تک سے واقف نہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک صاحب کے متعلق ادریس احمد صاحب نے ایک روزنامہ میں تحریر کیا ہے کہ

"آخر میں …… صاحب سے بصد ادب
گزارش ہے کہ اشتراکیت اور فسطائیت
کے بارے میں اظہار رائے کرنے سے پہلے
اچھا ہوتا کہ ان موضوعات پر ایک دو
مستند کتابیں پڑھ لیتے۔ یہ گستاخی ضرور
ہے مگر اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ
اشتراکیت اور نسلطانیت کے بارے میں
…… صاحب کی سطروں کو پڑھنے کے
بعد کبھی توقع نہیں ہوتی کہ صاحب تحریر
نے اس بارے میں کچھ بھی سائنٹفک
معلومات حاصل کرنے کی تکلیف فرمائی ہے۔"

ہم نواب صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کیا ان کی یہ خواہش ہے کہ ان کے ایسے ہی رفقائے کار کی قیادت کے آگے جن کی سیاست دانی کا یہ حال ہے مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ سر تسلیم خم کرے۔ کیا ایسے ہی رفقائے کار کے لئے آئینی سنادی کی کمیٹیوں اور مقننہ کی نشستیں مخصوص کرائی جا رہی ہیں اور وزارت کی کرسیوں کی طرف دست درازی کی جا رہی ہے؟

اگر حکومت کی کرسیوں پر ایسے افراد مسلط ہو جائیں تو پھر مملکت آصفیہ کا خدا ہی حافظ ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن پر نواب صاحب کو ابھی اور لیس فرصت میں ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔ نقادوں کو دھمکیاں دینے سے ان مسائل کا حل دریافت نہیں ہو سکتا۔

۳۳۔ قید و بند کی تکلیف یا پھانسی کا تختہ بھی اس کو اپنے عزم اور حصول مقصد پاکستان سے باز نہ رکھ سکے گا۔ جئے گا تو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اور اگر مرے گا تو اسی مقصد کے حصول میں۔

وائسرائے کی تقریر پر تنقید کرتے ہوئے مقرر نے کہا کہ متحدہ اقوام کے مقاصد سے مسلمان کو ہمدردی اور ہر طرح اس مقصد کی تائید پر بھی آمادہ ہے بشرطیکہ حکومت اس کے حق خود ارادیت کو علی الاعلان تسلیم کرے اس کے بجائے حکومت اور حکومتی افراد ایک سیلابی قوت اور آہنی عزم رکھنے والی اقوام کو بھگت بنا رہے ہیں جن کا مقصد مہاسبھائی عناصر کو خوش کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے ڈاکٹر قاضی نے مسلمانوں کو ہر صورت حال کے لئے ہر لمحہ تیار رہنے کی تاکید کی ایک ایک لفظ پر اجتماع جوش سے بے قابو ہو رہا تھا مقرر کے آخری الفاظ پر سبھوں نے "ہم تیار ہیں" کے نعرے بلند کئے۔

قانون انسداد گداگری

بلدی حدود میں ماہ اردی بہشت سے نفاذ ہوگا

حیدرآباد، ۲۷ دسمبر معلوم ہوا ہے کہ قانون انسداد گداگری حیدرآباد کی بلدی حدود میں ماہ اردی بہشت سے نفاذ ہوگا۔

مزید معلوم ہوا ہے کہ مجلس قائمہ بلدیہ حیدرآباد کے ایک جلسہ میں اس قانون کے نفاذ کے عملی مسائل اور مالی امور پر غور کیا گیا اور ایک طویل بحث کے بعد محتاج خانوں اور بیت المعذورین کے قیام کے سلسلہ میں تمام امور کی جانچ پڑتال ایک ذیلی کمیٹی کے سپرد کی گئی جو اپنی رپورٹ بہت جلد مجلس قائمہ میں پیش کرے گی۔

(اسوسی ایٹیڈ پریس)

سرکاری دوکانوں میں اضافہ

حیدرآباد، ۲۸ دسمبر محکمہ پرائس کنٹرول سے یہ اطلاع وصول ہوئی ہے کہ حقیقت ہے کہ ضرورتاً کمیٹی بلدیہ نے اپنے ایک اجلاس میں یہ رائے قائم کی ہے کہ سرکاری دوکانات ارزاں فروشی غلہ کی تعداد میں مزید (۲۰) دوکانوں کا اضافہ کیا جائے مجلس نگرانی بیت میں یہ رائے پیش ہوئی اور اس کے تصفیہ کے بعد محکمہ پرائس کنٹرول یہ طے کرے گا کہ کتنی دوکانوں کا اضافہ کیا جائے اس نئے اصول دوکانات کے سلسلہ میں پیروی کا کوئی کرنا جلد از وقت اور اہل معاملہ و منتظمین کی دقتوں کا باعث ہے۔ (اورینٹ پریس)

حق خود ارادیت تسلیم کر لیا جائے

وائسرائے کی تقریر پر تنقید

بمبئی، ۲۵ دسمبر۔ قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کی سالگرہ کے سلسلہ میں یہاں متعدد جلسے ہوئے ۲۵ دسمبر کو مسلم عوام نے یوم سالگرہ عید کی طرح گذارا ان جلسوں کا سلسلہ ابھی جاری ہے چنانچہ تیموری باغ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔

قرار داد کو پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر حمید قاضی نے یہ سوال کیا کہ برطانیہ کے مدبر اور برطانوی مدبرین کو آخر کیا ہو گیا ہے؟ آج برطانیہ اپنے دشمنوں اور بدخواہوں سے گھرا ہوا ہے۔ جرمنی، جاپان اور اٹلی سے قطع نظر ہندوؤں کی بدخواہی کم نہیں ہے پھر بیس دس کروڑ مسلمانوں سے وہ برائی کیوں مول لے رہے ہیں؟ ان کے متفقہ فیصلے اور طے شدہ نصب العین پاکستان کے خلاف کیوں آواز اٹھائی جا رہی ہے مخالفت بڑھانے اور بدظنی پیدا کرانے والی ایک صدا ابھی کلکتہ سے اٹھی جب ایوان تجارت کو مخاطب کرتے ہوئے وائسرائے نے خطاب کیا۔ مسٹر آئی۔ آئی۔ چندریگر جنھوں نے اس جلسہ کی صدارت کی پاکستانی تجویز کو شرح و بسط سے واضح کیا اور بتلایا گیا کہ یہ ایسی تجویز ہے جو ہندو مسلم مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیتی ہے صدر جلسہ نے وائسرائے کی کلکتہ والی تقریر پر ایک سخت تنقید کی اور اس بے وقت لب کشائی کو ہندو مسلم اتحادی مساعی میں ایک رکاوٹ بتلایا آپ نے ملت اسلامیہ کے اس عزم صمیم کا ذکر کیا جس کا ہر فرد یہ تہیہ کر چکا ہے کہ وہ ہر حال اور ہر قیمت اپنا پاکستانی مقصد حاصل کر کے رہے گا خواہ کتنی ہی قربانیاں دینی پڑیں اور کسی ہی تحریک اٹھائی جائے۔

تجویز پاکستان کو ہندو مسلم اتحاد اور ارتباط کا واحد ذریعہ قرار دیتے ہوئے ڈاکٹر قاضی نے کہا کہ ہم اپنے ہندو بھائیوں کا کوئی حق نہیں چھین رہے ہیں بلکہ صرف تو آبادی کی اساس پر ملک کے حصے ان کو دینے کا وعدہ کیا ہے ہم صرف ۱/۴ حصے کے طالب ہیں مسلمان ہمیشہ ہم آہنگی اور مفاہمت کے لئے تیار رہے بشرطیکہ ان کا مطالبہ حق خود ارادیت غیر مبہم طور پر تسلیم کر لیا جائے یہ ایک انتہائی افسوسناک حقیقت ہے کہ ہندو مہاسبھائی ذہنیت دو قوموں کی مفاہمتی راستے میں حائل ہو رہی ہیں ہم مسٹر سی راجگوپال چاری کا خراج تحسین ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے جو مخالفتوں کے باوجود ہندو مسلم تعلقات کو استوار کرنے کی سعی میں ہیں جس وقت جلسہ میں مسلمانوں کا یہ کثیر اجتماع پر جوش تالیاں بجا رہا تھا اور اللہ اکبر، نیز قائد اعظم زندہ باد کے نعرے بلند ہو رہے تھے جب ڈاکٹر قاضی نے یہ اعلان کیا کہ مسلم قوم کا ہر فرد اپنا آخری قطرۂ خون بہانے کا عزم صمیم کر چکا ہے ۲۳

مالیات ممالک محروسہ کے بعض پہلو

سرمایہ نفع آور اور قرضہ جات کا مستحکم موقف

سنہ ۱۳۵۲ ف کے موازنہ میں خسارے کے باوجود (جس کا سبب زیادہ تر جنگ کی وجہ سے عائد شدہ غیر معمولی اخراجات ہیں) ممالک محروسہ سرکار عالی کی مالی حالت بہت مستحکم ہے اور اس کا ثبوت سرمایہ نفع آور اور قرضہ جات کی استحکامی حالت اور گزشتہ سال کے دوران میں سرکار عالی کے زر کاغذی کی ترویج میں اضافہ سے بھی ملتا ہے۔ اختتام سنہ ۱۳۴۹ ف تک ابواب قرضہ پر تبصرہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار عالی کے اثاثوں کی مجموعی مقدار جملہ واجبات کی دوگنی مقدار سے زیادہ ہے۔ سال رواں میں سرکاری قرضہ بھی (۴۳۳۴۹۳) لاکھ روپے سے کم ہو کر (۹۰۰) لاکھ روپے ہو جائے گا اور نتیجتاً سود میں (۵۵۰۰) لاکھ روپے کی کمی ہوگی۔

ابواب قرضہ

سنہ ۱۳۵۰ ف کے حقیقی اعداد کے مطابق ابواب قرضہ کے تحت مجموعی آمدنی کی مقدار (۱۰۰۰۱۵) لاکھ روپے تھی اس کے برعکس مقدار تخمینہ (۱۰۰۵۰۱) لاکھ روپے تھی۔ دوران سال جو (۳) فیصد والا قرضہ جاری کیا گیا اس کی خریداری مقررہ مقدار سے بہت زیادہ یعنی (۱۲۲۰۰۹) لاکھ روپے تک ہوئی اور حکومت نے اسے قبول کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مد کے تحت اتنے کثیر فرق کی یہی وجہ ہے۔ اختتام سال پر نقدی سلک پہلے سے بہت زیادہ رہی اور (۷۰۰۹۰) لاکھ روپے کے تخمینہ سلک کے برعکس اس کی مجموعی مقدار (۹۰۰۰۴) لاکھ روپے تھی۔ یہ غیر معمولی اضافہ (۳) فیصد والے قرضہ کے ضمن میں (۴۳۴۰۰) لاکھ کی واصلات اور بعض تمسکات کی بکری کی وجہ سے ہوا جن کی مقدار (۲۲۰۰۹) لاکھ روپے ہے۔ دوسری جانب سنہ ۱۳۵۱ ف کے مرتبہ تخمینہ جات میں ادائی قرضہ کے تحت (۱۰۱۴۳) لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی اس کے برعکس ابتدائی تخمینہ میں (۱۰۱۰) لاکھ روپے گنجائش تھی۔ اس نمایاں فرق کی وجہ تمسکات کی فروخت ہے جس کی وجہ سے حکومت (۶) فیصد اور ۵ ½ فیصد والے قرضوں کی ادائی کر سکے گی جو سال رواں میں پختہ ہو جائیں گے۔ سنہ ۱۳۵۱ ف کے مرتبہ تخمینہ جات کے مطابق اختتامی نقدی سلک (۳۰۰۲۰۰۶) لاکھ روپے ہونے کی توقع ہے اس کے برعکس ابتدائی تخمینہ (۱۰۵۵۰۱) لاکھ روپیہ تھا۔ تاہم اس چیز کو مالیاتی حالت میں ترقی کا ثبوت نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ اس کی وجہ زیادہ تر ان تمسکات کی فروخت سے حاصل کردہ نقدی ہے جو یا تو پختہ ہو گئی تھیں یا دوسرے واجبات کی تکمیل کے واسطے سرمایہ فراہم کرنے کے لئے فروخت کی گئیں۔

سال رواں میں ابواب قرضہ کا موقف

سال رواں (سنہ ۱۳۵۲ ف) کے تخمینہ جات موازنہ کے مطابق ابواب قرضہ کے تحت ادائی کے مقابلہ میں وصولی میں (۳۶۰۳۰۵) لاکھ روپے اضافہ کی گنجائش رکھی گئی ہے اس کے برعکس گزشتہ سال یہ گنجائش (۱۰۰۱) لاکھ روپے تھی۔ ۶ فیصد والے اور ۵ ½ فیصد والے قرضہ جات کی ادائی کے لئے بھی (۱۰۰۴۹۴) لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ سال آئندہ محفوظ سرمایہ محفوظ سے (۲۲۰۹۰) لاکھ روپے کے مصارف ہوں گے اسی طرح مشتہی سرمایہ محفوظ سے (۱۱۰۹۱) لاکھ کی منتقلی کی گنجائش رکھی گئی ہے جس سے (۳۰۰۱) لاکھ سرکاری مصارف کے لئے (۱۵۳۰) لاکھ جیوائی مستقبل کو قرضہ دینے کے لئے اور (۶۰۰۹) لاکھ حکومت سے حاصل کئے ہوئے قرضوں اور ان کے سود کی ادائی کے لئے فراہم کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ توقع ہے کہ سال رواں کا آغاز (۳۰۳۰۰۹) لاکھ روپے کی نقدی سلک سے اور اس کا اختتام (۲۰۵۰۱۵) لاکھ روپے کی سلک کی وجہ سے بھی سلک میں اضافہ ہوگا لیکن فی الحال اضافہ کی معینہ مقدار کا اندازہ کرنا دشوار ہے۔ اس کے برعکس یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے اسباب کی وجہ سے نقدی سلک میں کمی ہو جائے تاہم اس بات کی صراحت کر دی گئی ہے کہ نقدی سلکیں کلیتہً قرضہ پر مشتمل ہیں اور ان کو گزشتہ بچتوں کی وجہ سے جمع شدہ دولت سے جداگانہ تصور کرنا چاہئے۔

ابواب قرضہ پر تبصرہ

گزشتہ ماہ صدر المہام بہادر مالیات نے ایک پریس کانفرنس میں تجارتی موازنہ کی وضاحت کرتے ہوئے اس کا اظہار فرمایا کہ سال گزشتہ کے موازنہ پر نظر ثانی کرتے ہوئے باب حکومت نے ابواب قرضہ پر نظر ثانی کرنے کی خواہش ظاہر کی تاکہ حکومت اس ضمن میں بھی صورت حال اور اپنے مالیاتی انتظام کے استحکام اور اپنے واجبات اور نفع آور سرمایہ جات کے بارے میں پوری واقفیت حاصل کر سکے چنانچہ اختتام سنہ ۱۳۴۹ ف تک کے اعداد پر نظر ثانی کی گئی اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ جملہ واجبات کی مقدار (۱۴۰۳۰۱۹) لاکھ اور اثاثوں کی مقدار (۳۰۶۰۷۶۰۸۹) لاکھ ہے۔ یہ واجبات سرکاری قرضہ جات (۶۶۰۷۴۳) لاکھ، سرمایہ جات محفوظ (۱۰۰۳۰۷۴۳) لاکھ، سودی امانت (مثلاً پراویڈنٹ فنڈ اور ڈیری بیشن فنڈ وغیرہ) (۲۰۲۰۱) لاکھ، غیر سودی امانت (۴۰۵۰۹۰۳) لاکھ، محکمہ والی سلک (۳۰۰۰۹۹) لاکھ اور حوالات (۵۰۲۰۰۴) پر مشتمل ہیں۔ ان کے برعکس اثاثہ جات حسب ذیل ہیں (اصل قیمت) (۱۵۰۹۳۱۰۵) لاکھ سرمایہ نفع آور اداروں (۱۲۰۵۰۲) لاکھ، سودی پیشگی (۲۳۰۵۰۰۹) لاکھ، غیر سودی پیشگی (۱۰۰۳۰۵) لاکھ، التوا (۴۵۰۳۲۲) لاکھ اور نقدی سلک (۵۰۰۴۳۴) لاکھ پر مشتمل ہیں۔ ان اعداد سے یہ ظاہر ہوگا کہ مجموعی اثاثہ جات جملہ واجبات کے دوچند سے بھی زیادہ ہیں۔ اس طرح سے قرضہ جات اور قرضہ جات کے بارے میں حکومت کے مستحکم مالی موقف کا ثبوت ملتا ہے۔

حالات زر

صدر المہام بہادر مالیات کے بیان کے مطابق گزشتہ سال ممالک محروسہ کے حالات زر مقابلتاً موافق تھے اور حکومت سرکار عالی کے نوٹ کاغذی کی ترویج میں متواتر اضافہ ہوتا رہا۔ چنانچہ اختتام سنہ ۱۳۵۰ ف (۴۱-۱۹۴۰ء) میں زیر گردش نوٹوں کی قیمت (۱۵۰۰) لاکھ روپے تھی جو گزشتہ سال ماہ آبان (اکتوبر ۱۹۴۱ء) میں اضافہ ہو کر (۲۰۴۱) لاکھ روپے ہو گئی۔ اس کے برعکس اختتام سنہ ۱۳۴۸ ف (۳۹-۱۹۳۸ء) میں یہ مقدار (۱۲۰۴) لاکھ روپے تھی گویا آغاز جنگ سے اب تک (۱۰۰) فیصد کا خالص اضافہ ہوا۔ حالات زر کی موافقت کا مزید ثبوت مارکٹ میں حکومت سرکار عالی کے تمسکات کی قیمتوں میں متواتر اضافہ سے بھی ملتا ہے۔ سرمایہ لگانے کے کافی مواقع تھے لیکن اس کے لئے دوسرے معمولی ذرائع نہ ہونے کے باعث فروخت کنندے اپنے حصص کو نکالنا پسند کرتے تھے اس کے ساتھ ہی حکومت سرکار عالی نے اس سال کے شروع میں باقی ماندہ چھ فیصد والے قرضے اور ۵ ½ فیصد والے قرضے بابتہ سنہ ۱۳۵۲ ف کی ادائی کا انتظام کر لیا ہے۔ جو اس سال پختہ ہو جائیں گے اور جن کی مجموعی مقدار (۲۱۱) لاکھ روپے ہے۔ عوام کے لئے ان سرمایوں کے نوری صرف کی صورتیں فراہم کرنے کی غرض سے حکومت نے پیران قرضوں کو (۹۹) روپے (۸) آنے کے شرح پر (۳) فیصد والے قرضے بابتہ سنہ ۱۳۶۰ ف میں منتقل کرنے کی پیش کش کی ہے۔

عارضی رکاوٹ

گزشتہ سال کی ابتدا میں شرق بعید میں جنگی حالات مخالف ہو جانے کی وجہ سے حکومت سرکار عالی کے تمسکات کی قیمتیں گزشتہ ماہ دی میں یکایک گر گئی تھیں۔ چنانچہ حکومت نے ابتدائی جاری کردہ قیمت یعنی (۹۹) روپیہ (۸) آنے کی مقررہ شرح پر تمام قابل حصول (۳) فیصد والے قرضے بابتہ سنہ ۱۳۶۰ ف کی خریدی کے لئے پیش کش کی اس بروقت کارروائی کا خاطر خواہ اثر ہوا اور اس کے بعد سے قیمتیں دوبارہ بحال ہو گئیں۔ ماہ اگست کی ابتدا تک قیمتیں بالعموم مقررہ شرح سے بڑھ گئے اور گزشتہ ماہ ستمبر میں (۱۰۱) روپے تک بڑھ چکا تھا۔

موجودہ دور اور فنی تعلیم

نشری تقریر جناب حمید الظفر صاحب معتمد مجلس تحصیل معیشت

نشری طریقہ تعلیم کو ہندوستان میں رائج ہوئے تقریباً سو سال ہوئے لیکن مختلف اسباب کی بناء پر ہندوستان مغربی صنعتی جدوجہد سے اب تک بہت کم متاثر ہو سکا۔ واقعہ یہ ہے کہ مروجہ نظام تعلیم زیادہ تر ادبی معیار پر مرتب کیا گیا ہے جس کی خرابیوں کو محسوس کر کے بہت عرصہ قبل متعدد مدارس و اسکیمات ہندوستان کے مختلف حصوں میں ترتیب دی گئیں۔ چنانچہ اسی تعلیمی تنظیم جدید کے سلسلہ میں سب سے پہلے ۱۹۳۴ء میں دولت آصفیہ میں [illegible] اسکیم مرتب ہوئی اور اس کے نتیجہ کے طور پر ۱۹۳۶ء میں ایبٹ رپورٹ ترتیب دی گئی۔ ملک محروسہ میں صنعتی تعلیم کی بناء اسی رپورٹ پر رکھی گئی اور اسی کے ذریعہ تعلیم کی ہر منزل پر صنعتی تربیت کا انتظام کیا گیا۔ اس انتظام کی سربراہی سررشتہ تعلیم صنعت و حرفت کے سپرد کی گئی ہے۔ اور اس سررشتہ کے تحت متعدد صنعتی ادارے قائم ہیں اور مختلف قسم کے صنعتی اداروں کا قیام اس کے آئندہ لائحہ عمل میں شریک ہے۔

لیکن کسی ملک میں محض صنعتی تربیت کے انتظام سے ملک یا اہل ملک کے لئے کوئی خاص منفعت بخش نتائج پیدا نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ صنعتی تربیت کے ساتھ صنعتی ماحول نہ پیدا کیا جائے۔ صنعتی ماحول صحیح معنوں میں اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ صنعتی تربیت گاہیں اور کارخانے نہ قائم کئے جائیں اور ملک کی پیداوار سے پیدائش بر پیمانہ کبیر کے ذریعہ پورا استفادہ نہ کیا جائے۔

اس میں شک نہیں کہ کسی ملک میں صنعت کا فروغ زیادہ تر اس کی قدرتی پیداوار پر منحصر ہوتا ہے لیکن ایک حد تک اس کے ساتھ بعض دیگر عناصر بھی اس کے ذمہ دار قرار دئے جا سکتے ہیں جیسے کسی مقام کی آب و ہوا، معاشی و سیاسی حالات وغیرہ۔ گو یہ امور اس وقت ہماری بحث سے خارج ہیں مگر جہاں تک قدرتی ذرائع معیشت کا تعلق ہے ان کو [illegible] ملک میں اس [illegible] سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر ان سے صحیح طور پر کام لیا جائے تو ہمارا ملک بیشتر ضروریات زندگی کی تحصیل کے سوا ملک کی تیار کی ہوئی چیزوں کی نکاسی کے لئے دنیا کے دوسرے گوشوں میں اپنی مانگ بھی پیدا کر سکتا ہے۔

جب قدرتی وسائل معاش کی فراوانی ہو اور [illegible]

محنتی آدمیوں کی بھی کمی نہیں تو صنعت و حرفت کی ترقی و ترویج کے لئے صرف فنی مہارت کا سوال باقی رہ جاتا ہے۔ اس کو سب مانتے ہیں کہ کسی بھی کام کی مہارت اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب کہ اس کا باقاعدہ طریقہ سکھایا جائے اور اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ آج کل کسی فن میں مہارت حاصل کرنے کا صحیح طریقہ کارخانے اور صنعتی ادارے ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے [illegible] فیکٹریوں کے قیام کے لئے [illegible] ضروریات کی موجودگی ضروری ہے [illegible] کی بات نہیں بلکہ ضرورت زیادہ کہاں ہے [illegible] قبل بھی [illegible] کی چند قسموں کے

ہوا کبھی جدید طریقہ کی صنعت کا وجود ہندوستان میں نہ پایا جاتا تھا اور اس وقت جو صنعت بھی اپنی ابتدائی منزلوں میں اپنے بقا کی کشمکش میں مبتلا تھی۔ جنگ عظیم نے ہندوستان کی اکثر و بیشتر ضروریات کی سربراہی میں باہر سے رسد پہنچانے میں دشواریاں پیدا کر دی تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان ضروریات کی تکمیل کی راہیں خود ہندوستان میں رفتہ رفتہ تلاش کی جانے لگیں۔ چنانچہ اب یہاں صنعتی ارتقاء بتدریج فروغ پر ہے۔ کہیں تو قدیم صنعتوں کو جدید طریقوں پر رواج دے کر وسعت دی گئی ہے اور کہیں جدید صنعتیں قائم کی گئی ہیں۔ اگر کہیں ٹاٹا جیسے لوہے اور فولاد کے کام کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہو گئے ہیں تو کہیں رنگارنگ کے نت نئے کپڑوں کی ملیں کھل گئی ہیں۔ اگر کہیں ادویہ سازی کے فن کو فروغ ہوا ہے تو کہیں شکر سازی کی صنعت کو وغیرہ۔

لیکن باوجود اس صنعتی ترقی کے کسی طرح نہیں کہا جا سکتا کہ ابھی ہندوستان اپنی ضروریات کی حد تک کسی شعبہ میں بھی پوری طرح خود مکتفی ہو گیا ہے۔ اس کا کھلا ثبوت موجودہ عالمی جنگ بھی ہو گئی ہے۔ آج اگر ہم ایک طرف اشیاء کی قیمتوں کو پہلے سے بہت بڑھا چڑھا پاتے ہیں تو دوسری جانب اب بھی بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جو اس عالمی جنگ کے آغاز سے پہلے یہاں دستیاب تھیں لیکن اب وہ دیکھنے کو بھی نہیں ملتیں۔ چنانچہ آج اس جنگ نے مجبور کر دیا ہے کہ ہندوستان اپنی ان ضروریات کی تکمیل کی خود فکر کرے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج ہم ہندوستان میں ۳۰۰ سے زیادہ ایسے مرکز قائم پاتے ہیں کہ جہاں نصف لاکھ کے قریب کارآموزوں کو کام سکھایا جا رہا ہے تاکہ وہ اپنے ملک کی ضروریات کی تکمیل خود کر سکیں۔ سرکار عالی کی مساعی بھی ضرب المثل ہے۔ چنانچہ آج ممالک محروسہ میں ایک درجن سے زیادہ ایسے ورکشاپ قائم ہیں اور ان میں ڈیڑھ ہزار کے قریب کارآموزوں کو اس وقت کام سکھایا جا رہا ہے۔ ان میں زیادہ تر تعداد ان کارآموزوں کی ہے جو [illegible] کام کر سکیں گے۔ مزید برآں ہماری فیاض حکومت نے یہ فنی تربیت مفت رائج کی ہے اور ہر کارآموز کی سہولت کے لئے ماہانہ وظیفے مقرر کئے ہیں تاکہ غریب سے غریب اور مستحق طلباء بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اب اس سہولت انگیز سے استفادہ کرنا خود پبلک کے اختیار تمیزی پر منحصر ہے۔ مگر کوئی کام بہتر طریقہ پر اس وقت تک دشوار ہے جب تک کہ حکومت و رعایا کی جانب سے پورا پورا اتحاد عمل حاصل نہ ہو۔

آخر میں یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے بعد [illegible] بازی کا زمانہ ہوگا اور آج کی حاصل کی ہوئی فنی تربیت کام آئیگی اور اب ملک کے [illegible] میں صنعت و حرفت کے فروغ کے لئے ان کے معاون جدید کارخانے اور فیکٹریاں وغیرہ قائم ہوں گی۔ اس وقت فن دانوں کی اہمیت خاص طور پر ظاہر ہے کہ آئندہ طریقہ تعلیم کو زیادہ فنی بنایا جائیگا اور دیگر ذرائع حصول دولت میں صنعت و حرفت کی اہمیت آج سے کل

زیادہ بڑھ چڑھ کر بھی آج جنگ میں وار اسی ملک کا زبردست ہے جو صنعت و حرفت میں دوسرے ملکوں سے پیش پیش ہے۔

قوتیں جو تری فطرت میں نہاں ہیں وا کر
وقت آیا ہے کہ اب جوش عمل پیدا کر

کوٹل نکوو کے شہر پر روسیوں کا قبضہ

ماسکو ۳۰ دسمبر۔ روسیوں نے اسٹالن گراڈ کے جنوب مغرب میں ۹۰ میل پر کوٹل نکوو کے شہر پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ کثیر مقدار میں مال غنیمت ہاتھ آیا جس میں دشمن کے ۶۰ طیارے اور ۵۰ بار برداری سے لدی ہوئی ایک ریل گاڑی بھی شامل ہے۔ باقی اموال غنیمت کا شمار کیا جا رہا ہے۔ قیدیوں یا دشمن کی فوج کے گرفتار ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

کوٹل نکوو کی فتح کوئی غیر متوقع بات نہیں ہے۔ اس سے قبل محاذ کی اطلاعات میں کہا گیا تھا کہ روسی شہر کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ کوٹل نکوو میں صرف ایک راستہ ایسا تھا جہاں سے جرمن نکل بھاگ سکتے تھے۔ شہر کے جنوب مغرب کی سمت میں ۱۰ میل وسیع ایک خطہ تھا جہاں سے اطلاع ملی ہے کہ دشمن نکل بھاگا ہے۔ کوٹل نکوو جرمنوں کا ایک رسدی مرکز تھا جہاں سے دشمن اسٹالن گراڈ کے میدان میں اپنی فوجوں کو مدد پہنچایا کرتا تھا۔ اس شہر کے فتح ہو جانے سے اسٹالن گراڈ کے سامنے جرمنوں کی محصورہ فوج کی صورت حال نازک تر ہو گئی ہے۔

وسط ڈان میں طیرہ کے اطراف گھیرا ڈال رہے ہیں۔ یہ ایک ریلوے شہر ہے جو وورونیژ روسٹوف کی ریلوے لائن پر واقع ہے۔ اس سے قبل اطلاع ملی تھی کہ روسی طیرہ سے صرف ۱۰ میل پرے رہ گئے ہیں۔ دوسری روسی افواج جو طیرہ سے آگے بڑھ گئی ہیں وہ کیمنسک کے قریب پہنچ گئی ہیں۔ وسطی محاذ پر ماسکو کے مغرب میں روسی جارحانہ لڑائیاں لڑ رہے ہیں اور ویلکی لوکی کے قریب رژیو کے مغرب میں ایک حالیہ معرکہ کے دوران میں روسی محوریوں کے ایک مورچے پر ٹوٹ پڑے اور دشمن کے ۵ ہزار آدمی ہلاک کر دے۔

جرمن روسیوں کی فتوحات کے متعلق ابھی تک تاویلیں کئے جا رہے ہیں۔ محوریوں کی گزشتہ تبصرات کی فہرست سنا کر جرمن لشکرگاہ کے ناشر نے کہا کہ جرمنوں کو اس کا اندازہ ہے کہ لڑائی کی قسمت کا وقت بوقت بدلنا ضروری ہے۔ روسیوں کو بھی اسی طرح کی تاویل کی ضرورت پوری ہے۔ چنانچہ گزشتہ شب روسی لشکرگاہ سے موسم سرما کی خرابی بیان کی گئی اور کہا گیا کہ اطالوی فوجیں پھر ایک دفعہ سخت سردیوں اور برفباری کے وجود [illegible] جاری ہیں۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

رائٹ آنریبل مسٹر ایم۔ آر۔ جیاکر نے آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ
"جنگ کی وجہ سے جس کا ہم سب کو افسوس ہے، حکومت نے تعلیمی امداد بہت کچھ کم کر دی ہے۔ امداد کی تخفیف کی وجہ سے بہت سے کارآمد ادارے معطل ہو گئے ہیں۔"
(ایک خبر)

ایک دوسری خبر یہ ہے کہ جنگ سے پیدا شدہ صورت حال اور وسائل آمدنی کی کمی کے باوجود حکومت حیدرآباد نے اس سال کے موازنہ میں تعلیم کے مد میں کوئی کمی نہیں کی۔ ہم یہاں تک لکھ چکے تھے کہ ہمیں پنڈت جواہرلال نہرو کا یہ قول یاد آ گیا کہ حیدرآباد ابھی قرون وسطیٰ کے دور میں ہے۔ پنڈت جی صف اول کے لیڈر ہیں اور لیڈروں کو یہ اختیار ہے کہ:—

سحر کو شام کہیں شام کو سحر کہہ دیں

"صحیح ہے کہ میں اپنی مجلس کے لئے عہدے حاصل کرنا چاہتا ہوں اگر بس چلے تو حکومت کی ایک ایک کرسی پر اپنے ایک ایک آدمی کو بٹھا دوں یہاں تک کہ صدارت عظمیٰ کی کرسی بھی نہ چھوڑوں ...... میں وزارتیں نہیں تو کیا بھنگیوں کی خدمت حاصل کر دوں۔" (قائد ملت)

واقف کار لوگوں کا بیان ہے کہ یہ محض خطیبانہ بلند آہنگی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ قائد ملت ایک عرصے سے صدارت عظمیٰ کی کرسی کو تاک رہے ہیں اور وزارت کی کرسیاں اپنے رفقائے کار کے لئے چھوڑ دی ہیں۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وزارت کی کشش ہی بعض لوگوں کو قائد ملت کی طرف کھینچ رہی ہے۔ ورنہ حالت یہ تھی کہ "من خراب کجا و صلاح کار کجا"۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ وزارت مٹے یا نہ مٹے وزارت کا خواب کچھ کم سہانا نہیں ہوتا۔

ایک صاحب نے دریافت کیا ہے کہ مسٹر نرسنگ راؤ ایڈیٹر رعیت نے اجناس کی گرانی پر جو مضامین لکھے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اجناس کی گرانی اور قلت کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ ہم اب تک یہ سمجھ رہے تھے کہ ساہوکاروں اور بیوپاریوں کی نفع اندوزی، گراں فروشی اور ذخائر اجناس کا اخفا گرانی کے اصلی اسباب ہیں۔ ساہوکاروں اور بیوپاریوں کو ذمہ داری سے بری رکھنے کی کوشش کس حد تک مستحسن ہے۔

ہم نے یہ جواب دیا کہ ساہوکاروں اور بیوپاریوں کی حمایت اشتراکیت کی ترقی یافتہ صورت ہے۔

ملت کا "واحد نمایندہ" اخبار رقمطراز ہے کہ:—
"خانگی مدارس ثانویہ نسواں سے اردو زبان کے لزوم کو اٹھا دینے کے مطالبہ کی تکمیل میں یقیناً حکومت نے ایک بڑی غلطی کی ہے...... ایک دن آنے والا ہے جبکہ پورے نظام تعلیم میں غیر مسلموں کے لئے اول سے آخر تک مادری زبانوں کو ذریعہ تعلیم بنانے کا شدید مطالبہ سیاسی اغراض کے لئے رونما ہو جائے گا اور ہماری حکومت کو سخت پریشانیوں کا سامنا ہوگا۔ اس کو چاہئے کہ اس رعایت کو منسوخ کر دے اور اگر اس قدم کو واپس نہیں لے سکتی تو ہمیں نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ گڑ جائے اور واضح کر دے کہ قومی اغراض کی خاطر اب ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکتی۔"

ہمارے معاصر کو اپنی تحریر پر اڑنے کی پرانی عادت ہے ورنہ ہم یہ دریافت کرنا چاہتے تھے کہ اگر حکومت "یہیں مستقل مزاجی سے گڑ جائے" تو وہ باقی کہاں رہے گی اور اس بات کی وضاحت کون کرے گا کہ "قومی اغراض کی خاطر اب ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکتی"۔
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ موجودہ ناظم جنگلات مرزا محمد علی بیگ کی جگہ جو عنقریب وظیفہ پر علحدہ ہونے والے ہیں انڈین فارسٹ سروس کے مسٹر وحید آئی ایف ایس کا تقرر ہوا ہے۔ (یونائیٹڈ پریس)

ہمارے نامہ نگار خصوصی کی ایک اطلاع ہے کہ حیدرآباد فارسٹ سروس کے جن عہدہ داروں نے حکومت

کے پاس ایک درخواست پیش کی ہے جس کا عنوان ہے:—
تم جانو تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو
ہم کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو

چھ عورتوں کو غیر قانونی جلوس میں حصہ لینے اور حضرت رسالت کے ارتکاب کے الزام میں تحت قواعد تحفظ ہند دو دو ماہ قید سادہ کی سزا دی گئی۔ (یونائیٹڈ پریس)
جو عورتیں اپنے گھر میں قید با مشقت میں گزارتی ہیں انہیں قید سادہ سے کیا سبق ملے گا؟

اس وقت بھی جبکہ مجلس اتحاد المسلمین ذمہ دارانہ حکومت کی پوری شدت سے مخالفت کر رہی ہے۔ وہاں وہ موجودہ حالات سے مطمئن نہیں ہے۔ لہٰذا وہ اصلاح نظم و نسق چاہتی ہے۔ مجلس وزارت میں تبدیلی پر شدت سے زور دیتی ہے اس طرح ممکن ہے کہ وہ ذمہ دارانہ حکومت کا نام پسند نہ ہو لیکن جس راستہ پر وہ جا رہی ہے یقیناً وہ وہی راستہ ہے جس کی منزل مقصود سیاسی اصطلاح میں ذمہ دارانہ حکومت ہے۔
(مسٹر نرسنگ راؤ)

ہم تو سمجھ رہے تھے کہ قائد ملت پاکستان کی راہ پر چل رہے ہیں مگر ہمارے دوست مسٹر نرسنگ راؤ کا خیال ہے کہ یہ راستہ "ترکستان" کا ہے۔

احباب کی ایک محفل میں مشاعرے کی افادیت پر بحث ہو رہی تھی۔ ایک صاحب جو خاموش بیٹھے ہوئے اس بحث کو سن رہے تھے کچھ دیر کے بعد اقبال کا یہ شعر آہستہ پڑھنے لگے:—
ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ! بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

رضاکاروں کو قابل فخر سمجھتا ہوں۔ قوم کے لئے اپنے وقت اور خدمات کا ایک حصہ وقف کرنا قابل تحسین کام ہے۔ ملت کے لئے وقف ہو جانے سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ رضاکاروں کا مقام میرے پاس لیڈروں سے زیادہ ہے۔ (قائد ملت)

افواہیں گرم ہیں کہ قائد ملت بھی اب رضاکاروں میں شریک ہونے کا عزم کر چکے ہیں۔ یہ بھی سنا جا رہا ہے کہ وہ "قائد ملت" کا خطاب واپس کر کے "خادم ملت" کا خطاب اختیار کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۔۔۔ مئی کو مجلس مسلم تاجران مملکت آصفیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ (ایک خبر)
یا دش بخیر مسلم کاشتکاروں کی انجمن کا کیا حشر ہوا؟

کیا مجلس اتحاد المسلمین ذمہ دارانہ حکومت چاہتی ہے؟

معاصر رہبر دکن نے منگل کی اشاعت میں ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں وزراء کے تقرر سے متعلق مجلس کی منظور شدہ قرارداد کی نسبت یہ استدلال کیا گیا ہے کہ مجلس بالواسطہ طور پر ذمہ دارانہ حکومت کا مطالبہ کر رہی ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں اس مضمون کو درج کیا جاتا ہے۔ "ملکت"

مجلس اتحاد المسلمین کو سالانہ اجلاس ماسبق کے تمام اجلاسوں کے مقابلہ میں زیادہ سیاسی شعور لئے ہوئے تھا کیا جا سکتا ہے۔ خطبۂ صدارت وزیر دولہا کے منظور شدہ اور کیا جا سکتا تھا دیگر کارروائیوں کے اس جلسہ کو سیاسی طور پر ایک کامیاب جلسہ کہا جا سکتا ہے۔

متعدد قراردادیں جو منظور کی گئیں ان میں ایک قرارداد تمام حیدرآبادیوں کے لئے قابل توجہ ہے۔ یہ قرارداد حیدرآباد کے موجودہ نظام حکومت سے متعلق ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ "یہ اجلاس اپنی اس سابقہ قرارداد کا اعادہ کرتا ہے کہ مجلس وزراء میں کسی وزیر کی مدت (۵) سال سے زائد نہ ہونی چاہئے۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جن وزراء کی مدت (۵) سال سے زائد ہو چکی ہو ان کو توسیع نہ دی جائے اور ان کی جگہ پر ملک کے ایسے قابل اور صلاحیت رکھنے والے فرزندوں کا تقرر کیا جائے جو ملک کا درد اور اس کی ترقی کے لئے تڑپ رکھتے ہوں اور جن کے لئے اہل ملک کا اعتماد حاصل ہو۔"

اس قرارداد کے دو حصے کئے جا سکتے ہیں:۔

اول یہ کہ وزراء کی مدت کارکردگی زائد از (۵) سال نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ "ماموریٔ طلب وزراء کی جائدادوں پر ایسے قابل اور صلاحیت رکھنے والے فرزندوں کا تقرر کیا جائے جن کے لئے اہل ملک کا اعتماد حاصل ہو۔"

اس قرارداد کے اول حصے سے کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے کسی دستور میں عہدۂ وزارت کو موروثی نہیں بنایا گیا ہے نہ بنایا جانا اور نہیں بنایا جا سکتا۔ ایک معینہ مدت کے بعد وزراء کی علیحدگی لازمی ہے تاکہ دیگر قابل اور صلاحیت رکھنے والے فرزندوں کو ملک اور قوم کی خدمت کا موقع میسر آ سکے۔ وزراء کو ایک غیر معینہ مدت کے لئے مامور کرنے یا ایک معینہ مدت کے لئے مامور کرنے کے بعد ان کو بار بار توسیع دینے کے نتائج اس قدر نقصان دہ ہیں کہ ان پر زیادہ روشنی ڈالنے کی کوشش کرنا غیر ضروری ہے۔

میرے اپنے نقطۂ نظر سے حیدرآباد کی سیاسی زندگی اور اس کے مستقبل کے لئے اس قرارداد کا دوسرا حصہ بے حد دلچسپ اور اہم ہے۔ جیسا کہ واضح کیا گیا اس قرارداد کے حصہ دوم میں اس امر کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ تقرر طلب وزراء کی جائدادوں پر ایسے فرزندان ملک کو مامور کیا جائے جو قابلیت اور جن میں صلاحیت ہو اور جن کے لئے اہل ملک کا اعتماد حاصل ہو۔

اس ضمن میں چند امور قابل غور ہیں۔ وزراء کی جائدادوں پر مامور کئے جانے والے امیدواروں کا قابل ہونا اور ان میں صلاحیت کا ہونا اس قدر ضروری ہے کہ ان پر کم از کم کچھ کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اس کے بعد کا فقرہ کہ جن کے لئے اہل ملک کا اعتماد حاصل ہو چند مشکل اور حل طلب مسائل پیش کرتا ہے۔ سب سے اہم مسئلہ تو یہ ہے کہ وہ کون سیاسی یا عرفانی بادپیما ہے جس سے یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا کسی تقرر کئے جانے والے امیدوار کے لئے اہل ملک کا اعتماد حاصل ہے یا نہیں۔ اگر یہ تصور بھی کر لیا جائے کہ تقرر کے وقت تقرر کئے جانے والے امیدوار پر اہل ملک کو اعتماد ہے تو وہ کون طریقہ ہے جس کے ذریعہ اس امیدوار کو وزارت سے علیحدہ کیا جا سکے۔ اگر دوران میعاد اس امیدوار پر امیدوار کے کسی فعل کی وجہ سے اہل ملک کو اعتماد باقی نہ رہے۔ یہ ایسے دو مسائل ہیں جن کو حل کئے بغیر یہ مطالبہ کرنا کہ ایسے فرزندان ملک کو جن پر اہل ملک کا اعتماد ہو وزارتوں پر مامور کیا جائے فضول ہے بلکہ ایک معینہ مدت کے لئے فرزندان ملک کے وزراء بننے سے موجودہ طرز وضع میں کوئی اساسی فرق نہیں پیدا ہوتا بجز اس کے کہ "موروثی" وزارت کے بجائے معینہ مدت کے بعد تبدیل پذیر وزارت قائم ہو جائے گی۔

میرا خیال یہ ہے کہ مجلس اتحاد المسلمین نے دانستہ یا نادانستہ اور بالواسطہ طور پر ذمہ دارانہ حکومت کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ وزراء کی جائدادوں پر ایسے قابل اور صلاحیت رکھنے والے فرزندوں کا تقرر جن کے لئے اہل ملک کو اعتماد حاصل ہے "صرف اسی وقت ممکن ہے جبکہ وزراء ایک منتخب شدہ نمائندہ مجلس وضع قوانین کے روبرو ذمہ دار ہوں۔ ذمہ دارانہ حکومت ہی وہ بادپیما ہے جس کے ذریعہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آیا کسی وزیر پر اہل ملک کو اعتماد ہے یا نہیں۔ اور ذمہ دارانہ حکومت ہی وہ طریقہ کار ہے جس کی مدد سے عدم اعتماد کی صورت میں کسی وزیر کو ہٹا دیا جا سکتا ہے اور یہی واحد ذریعہ ہے جس سے عظیم تر حیدرآباد کی تعمیر ممکن ہے۔

اعلان

سائرن کی دوسری مشق دوشنبہ یکم اسفندار ۱۳۵۲ف کو صبح دس بجے سے ساڑھے دس بجے تک عمل میں آئے گی اس کے بعد تا اطلاع ثانی کوئی مشق نہ ہو گی۔

دشمن کے کارندوں کی گرفتاری کے لئے انعام

اعلامیہ

حکومت ہند کے جاری کردہ ایک کمیونکے کا ترجمہ مقامی پبلک کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

اس کا امکان ہے کہ دشمن ہوائی چھتری کے ذریعہ یا سمندر کے راستے ہندوستان میں اپنے ایجنٹوں کو اتارنے کی کوشش کرے گا۔

پبلک کا یہ فرض ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے ایسے اشخاص کو گرفتار کرا دیں۔ یا تو عوام خود ہی ان کو گرفتار کریں یا پولس یا مقامی فوجی عہدہ داروں کو ایسی اطلاع دیں جس کی وجہ سے ان کی گرفتاری ممکن ہو سکے۔ حکومت ہند نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پبلک میں سے جو شخص بھی کسی ایسے شخص کو گرفتار کرے گا جو آخر کار دشمن کا ایجنٹ ثابت ہو حراست میں لینے والے عہدہ داروں کے اطمینان کے مطابق جس کے بارے میں یہ ثابت کر دیا جائے کہ وہ عملاً دشمن کو راست امداد دیتا رہا ہے تو گرفتار کرنے والے شخص کو ۵۰۰۰ روپے انعام دیا جائے گا۔ اسی طرح (۱۰۰۰) روپے تک کا انعام پبلک میں سے ہر اس شخص کو دیا جائے گا جو کوئی ایسی اہم اطلاع دے جس کی وجہ سے کسی ایسے شخص کی گرفتاری میں مدد ملے جو دشمن کا ایجنٹ ثابت ہو یا حراست میں لینے والے عہدہ داروں کے اطمینان کے مطابق جس کے بارے میں یہ ثابت کر دیا جائے کہ وہ عملاً دشمن کو راست امداد دیتا رہا ہے۔ (معلومات عامہ)

اصلی لڑائی اب شروع ہو چکی ہے

لندن ۲۹ر دسمبر۔ جاپان کے وزیر اعظم جنرل توجو نے آج ٹوکیو میں اعلان کیا ہے کہ:۔

"اصلی لڑائی اب شروع ہو چکی ہے" ان چست فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے جو جاپانیوں کو ابتدائی لڑائیوں پر حاصل ہوئیں وزیر اعظم نے بیان کیا کہ "اب یہاں سے ایک مستقل کشمکش شروع ہو گی اور یہ کہ دشمن پر حملہ کرنے جاپانیوں کو رات اور دن تیار رہنا چاہئے۔"

برما کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ:۔

"برطانوی اور امریکی طیارے یونان اور مشرقی ہندوستان کے مراکز سے تقریباً روزانہ حملہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جزائر سلیمان میں دشمن کے قبضہ میں بہترین ہوائی مرکز ہیں لہٰذا فوجوں اور ہتھیاروں کی رسد میں پہنچانا مشکل ہے۔ چین میں جاپانی افواج چنگکنگ کے تقریباً ۳۰۰۰۰۰ کی افواج اور تقریباً ۱۹۱۰۰۰ کمیونسٹ سپاہیوں کے خلاف متعدد چھوٹی اور بڑی لڑائیاں لڑ رہی ہیں۔" [illegible]

ہندوستان ایک ذیلی برِ اعظم ہے

وائسرائے کی تقریر پر تبصرہ

بمبئی ۲۹ نومبر۔ مسٹر فیاض آر آئی چندریگر کی زیر صدارت صوبائی مسلم لیگ بمبئی کی نئی تشکیل یافتہ مجلس عاملہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس نے یہ فیصلہ کیا کہ کل ہند مسلم لیگ کو اپنی آئندہ میقات کے یہاں منعقد کرنے کی دعوت دی جائے۔ سر کریم بھائی ابراہیم نے اپنی خانگی مصروفیات کی وجہ سے ذیلی کمیٹی پارلیمنٹری بورڈ کی صدارت سے استعفیٰ دیدیا ہے اس کو قبول کیا گیا اور اس کمیٹی کے دوسرے حاجی نور محمد صاحب کو صدر منتخب کیا گیا۔

مجلس عاملہ کا ایک اور اجلاس آج منعقد ہوا اور ہز اکسلنسی وائسرائے کی حالیہ کلکتہ کی تقریر میں ذیل کی قرارداد منظور کی گئی۔

ایوان تجارت کلکتہ میں ہز اکسلنسی وائسرائے نے ۱۷ دسمبر کو جو تقریر کی مجلس نے اس پر کامل غور کیا۔ یہ اجلاس یہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ اس نوع کا بیان قطعی بے وقت ہے اور ایک ایسے زمانے میں جب کہ بعض سمجھدار ہندو حضرات نے مسلمانوں کے حق خود ارادیت کو تسلیم کرنا شروع کیا تھا اور راہ مفاہمت ہموار ہو رہی تھی اس قسم کے خیالات کے اظہار سے بین الفرقہ جاتی رکاوٹ کے بڑھنے کا امکان ہے۔ وفاقی نظم کا خیال ترک ہوا۔ اس کی جگہ اتحادی یا اتحادی مالک ہند کا تخیل پیدا ہوا جب کہ برطانوی حکومت نے تجاویز کرپس کو پیش کیا اور ہر وحدت کو اس امر کی آزادی دی گئی کہ وہ چاہیں تو کسی اتحادی جبہ سے تعلق رکھیں یا خود کو الگ کر لیں۔ اسلامی اکثریتی صوبجات کو مجبور کرنا کہ وہ کسی آئندہ اتحادی جبہ میں شریک ہوں بعید از فراست ہے۔ اس لئے بھی کہ ان کی پالیسی سے مسلمان مطمئن نہ ہوں گے اور ان کی اکثریتی آوازوں میں مسلمانوں کی آواز دب جائے گی۔ کسی وحدتی نوع کی حکومت کی تشکیل کے ذریعہ ہندوستان کو آزادی دینے کے معنی ملت اسلامیہ ہند کے ساتھ بے وفائی کرنا ہے اور یہ عمل ان برطانوی مدبرین کے ان وعدوں کی نفی کرے گا جو انہوں نے وقتاً فوقتاً ملک معظم کی حکومت کی طرف سے کئے ہیں یہ عمل ہندوؤں کی آزادی پر تو منتج ہوگا مگر ملت اسلامیہ کے لئے یہ صرف "آقا" کی تبدیلی کا باعث بنے گا یعنی انگریزوں کی جگہ وہ ہندو قوم کے تابع ہو جائیں گے۔ اور یہی صورت حال ہوگی جس کے خلاف ملت اسلامیہ کے ہر فرد نے احتجاج کیا اور قطعی عزم کر لیا کہ وہ ان منطقوں میں جہاں مسلم اکثریت ہے اپنی آزاد ریاستیں قائم کریں گے۔

ہندوستان کے پیش نظر جو اصلی تنازع فیہ مسائل ہیں ہز اکسلنسی ان سے ناواقف نہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ آیا مرکز میں ایک ... حکومت ہونی چاہئے یا نہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہندوؤں کے ایک گروہ نے مرکزی حکومت کی تشکیل پر زور دیا اور تمام تر مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی۔ اگر ہز اکسلنسی واقعی اس پر اعتقاد رکھتے ہیں جیسے انہوں نے کہا کہ مستقل دور نہ ہوسکا۔ باہمی عدم مفاہمت کی وجہ ملکی مفاد کو نقصان پہنچا اب کون ہے جس کے دوش پر برطانیہ ذمہ داریوں کو رکھے۔ برطانیہ اس اقدام کے لئے تیار ہے۔ اس نوع کا اظہار خیال اور ایسا بیان ہز اکسلنسی کو زیب نہیں دیتا جس سے ان ہندو افراد کی تائید ہوتی ہے جو کوشاں ہیں کہ مسلمانوں پر تسلط قائم کریں۔ بحیثیت وائسرائے آپ نے ہندوستان میں (۱½) سال گزارے۔ آپ نے یہاں کے حالات اور اکثریتی ذہنیت کا اندازہ بھی کر لیا اس کے باوجود جغرافیائی اتحاد کی تائید غیر منصفانہ ہے۔ ہندوستان ایک ذیلی بر اعظم ہے نہ کہ ایک ملک۔ ان حالات میں مسلم مطالبہ آزادی اور مسلم لیگی مطالبہ حق خود ارادیت کو تسلیم کئے بغیر کوئی جغرافیائی اتحاد دائرہ انصاف سے خارج رہے گا۔ کسی بر اعظم کی حکومتی بنیاد اگر تمام بر اعظم کی واحد حکومت پر تشکیل دی جائے تو ملک کی وسعت اور گونا گونی اس کوشش کو ناکام کر دے گی یہی اصول یورپ میں قرار دیا جاتا اگر وہ ایک ہوتا۔ مجلس عاملہ کی یہ رائے ہے کہ ہز اکسلنسی کی یہ تقریر نہ صرف ہندو مقاصد کو تقویت پہنچائے گی بلکہ اس سے برطانیہ کا وہ رجحان آج بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کو حتی الامکان منتشر رکھا جائے تاکہ برطانوی اقتدار قائم اور برقرار رہے۔

اس قرارداد میں ہندوؤں سے بھی اپیل کی گئی ہے کہ وہ ہز اکسلنسی کے اس بیان سے کوئی غلط راہ اختیار نہ کریں اور مسلمانوں کے جائز اور فطری حق خود ارادیت سے انحراف نہ کریں۔

اس میں شک نہیں کہ اقلیتوں کے تحفظات پر ہز اکسلنسی نے زور دیا آپ نے ہندوستانی قومی جبہ کے اہم عناصر سے یہ بھی کہا کہ وہ آئندہ تشکیل حکومت میں اپنی تجاویز پر عمل پیرا ہوں اب ایک دوسرے کا اپنی تجاویز میں متفق اور مشترک ہونا ضروری ہے تاکہ کوئی قابل عمل اقدام ہو۔ ہز اکسلنسی نے ملت اسلامیہ ہند پر ایک تہمت کیا جاتا ہے کہ اکثریت بڑی اور ایک بنیادی غلطی کا ارتکاب کیا ہے دس کروڑ نفوس کی وہ آبادی جن کے اپنے وطن ہیں اور جو شمال مغرب اور مشرق میں اکثریتی درجہ رکھتے ہیں اور جن کا حق ہے کہ وہ اپنے ان اکثریتی منطقوں میں اپنی آزاد حکومتیں قائم کریں ان الفاظ کی نسبت مسلمانوں کو یقین دلایا جائے تو ان کے حصول کے لئے وہ کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔

مجلس عاملہ نے اپنی قرارداد میں کل ہند مسلم لیگ کی مجلس عاملہ سے استدعا کی ہے کہ وہ اس بیان کے سلسلہ میں ایک موثر اور فوری اقدام کرے۔ (اورینٹ پریس)

ریل، ریڈیو اور ڈاک کے محکموں میں اردو کا حشر

ہماری زبان نے ارباب اردو کی خدمت میں بار بار ان دقتوں اور مخالفتوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے اردو زبان کو ملک کے طول و عرض میں سابقہ پڑ رہا ہے۔ آج پھر یاد دہانی مقصود ہے۔ اس وقت اردو زبان کی تاریخ یا ترقی یا اہمیت کی روئیداد پیش نہیں کی جائے گی بلکہ صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اگر ہم آپ یوں ہی اطمینان [illegible] پر قانع رہے اور اس اطمینان میں رہے کہ اردو زبان ملک کے لئے ناگزیر ہے تو یقین مانئے کہ نہ صرف اردو کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور ترقی رک جائے گی بلکہ تاریخ بھی بدل دی جائے گی۔ ہندوستان کی جو بہت سی تاریخیں ہمارے بچوں کو اس دور میں مدرسوں میں پڑھنی پڑتی رہیں ـــ اور ہماری نسلیں ان ہی کو پڑھ کر زندگی میں داخل ہوتی رہیں ـــ ان کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہئے کچھ یہی حال تاریخ اردو کی ان کتابوں کا ہوگا جو ہماری آئندہ نسلوں کو پڑھائی جائیں گی۔ ہم میں سے جو لوگ صحیح حال سے آگاہ ہوں گے وہ ان کتابوں کو دیکھیں گے بھی تو سوا دانت پیس کر رہ جانے کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا اس لئے کہ ان کتابوں پر "استاد" کی مہر لگی ہوئی ہوگی۔ ان کتابوں میں جو کچھ لکھا ہوگا اس کے خلاف کچھ کہنا یا لکھنا بچوں کو امتحانوں میں فیل کر دے گا اور بڑوں کو سزا کا مستوجب قرار دے گا۔ کیا اس زمانے کا تصور بہت زیادہ مشکل ہے؟ اگر ایسا ہے تو آئیے ابھی اس زمانے میں ریل، ریڈیو اور ڈاک کے محکموں میں اردو کا حشر دیکھ لیجئے۔ یہ وہ محکمے ہیں جن کا تعلق نہ صرف سارے ملک سے ہے بلکہ یہ وہ محکمے ہیں جن سے باستثنا چند ہر کس و ناکس کو آئے دن واسطہ پڑتا ہے۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ بہت سے اسٹیشنوں پر جہاں ابھی تھوڑے دن پہلے اسٹیشن کے نام کی تختی، اسٹیشن ماسٹر کے کمرے کے سامنے کی تختی اور آرام گاہ کی تختی نیز دیگر اعلانات اردو حروف میں بالالتزام ہوتے تھے وہاں اب اردو کا نام تک نہیں۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ بہت سے ڈاک خانوں میں منی آرڈر اور رجسٹری کے فارم اگر اردو حروف کے مانگے جائیں تو کورا جواب مل جاتا ہے ـــ اور ریڈیو کی اردو نوازی کا تو کہنا ہی کیا۔ بڑی بڑی جعلی اور اعظم کمپنیاں کو بھی اردو کے ایسے لفظ بدلتے جھجک محسوس ہوتی ہے جن کو قبول عام حاصل ہے مگر ہمارا آل انڈیا ریڈیو کیوں جھجکے! علم کمپنیوں کو تو یہ ڈر ہوتا ہے کہ مقبول عام اور رائج لفظوں کی جگہ اگر دقیق اور غیر مانوس لفظ رکھے گئے تو تماشا مقبول نہ ہو سکے گا اور آمدنی پر اثر پڑے گا۔ کمیشن ایجنٹ ایسی فلمیں بہت زیادہ کمیشن پر بھی نہ لیں گے کیونکہ آمدنی کے لئے خطرہ ہے۔ مگر ریڈیو جیسا محکمہ ان تمام خطرات سے بالاتر ہے۔

ریل، ریڈیو اور ڈاک کے محکموں میں اردو کی
بقیہ [illegible]

عاجلانہ فتح اور دیرپا امن کی تمنائیں

پریسیڈنٹ روزولٹ کا وائسرائے کو پیام

واشنگٹن ۲۰ دسمبر۔ پریسیڈنٹ روزولٹ نے وائسرائے ہند کے نام ایک پیام میں کہتے ہیں "ممالک متحدہ کی کانگریس نے مکمل و دیرپا احساس تشکر کے ساتھ ایک مشترکہ قرارداد کے ذریعہ سے خواہش کی کہ باشندگان ممالک متحدہ کی جانب سے بری بحری اور ہوائیہ کی مسلح افواج اور امدادی سرویسوں اور ان کے خاندانوں سے بہترین تمناؤں اور تہنیتوں اور عاجلانہ اور کامل فتح اور دیرپا امن کی نسبت ان کی پرجوش امیدوں اور دعاؤں کا اظہار کروں۔ اسی لئے میں آپ کا ممنون ہوں گا اگر آپ ممالک متحدہ کی کانگریس نیز میری اور باشندگان ممالک متحدہ کی طرف سے مسلح افواج اور امدادی سرویسوں تک دلی تمنائیں اور تہنیتیں اور وہ امیدیں اور دعائیں پہونچا دیں جن کا اظہار مشترکہ قرارداد میں کیا گیا ہے۔"

وائسرائے کا جواب

وائسرائے نے ہندوستان کی مسلح افواج اور امدادی سرویسوں نیز والیان ریاست و باشندگان ہند کی جانب سے جواب دیتے ہوئے لکھا "ہمیں فخر ہے کہ اس وقت ممالک متحدہ کی شمار ہو فوجیں ہمارے ساتھ ہیں۔ ہمارے درمیان ان کی موجودگی کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں نہ صرف اس لئے کہ وہ بذات خود کیا ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ وہ اس استحکام، نیک دلی اور قوت کی علامت ہیں جس نے متحدہ اقوام کو جنگ کا ایک زبردست اور ناقابل تسخیر حربہ بنا دیا ہے ہم آپ کی اور ممالک متحدہ کی کانگریس اور ممالک متحدہ کی تمام افواج کی خدمت میں خواہ وہ کہیں بھی ہوں اپنی تہنیت پیش کرتے ہیں اور اس امید اور دعا میں آپ کے ساتھ شریک ہیں کہ سال نو اس دن کو قریب تر لائے گا جب ہماری کوششوں کو کامیابی کا تاج نصیب ہوگا اور اس کے ساتھ تمام اقوام عالم میں امن اور خیر سگالی بھی پیدا ہوگی۔" (رائٹر)

ہندو مہاسبھا کا سالانہ جلسہ

مسٹر ساورکر کا خطبۂ صدارت

کانپور ۲۸ دسمبر۔ مسٹر وی ڈی ساورکر نے کل ہند ہندو مہاسبھا کی بیٹھک کے، جو آج یہاں منعقد ہوئی، خطبۂ صدارت میں مسلم لیگ کے مطالبۂ پاکستان کا ذکر کیا اور کہا "اگرچہ ہم سوراج چاہتے ہیں لیکن اس سوراج کا مطلب ہندوستانی سوراج ہونا چاہئے جس میں ہندوؤں، مسلمانوں اور دوسرے تمام شہریوں کے حقوق، ذمہ داریاں اور فرائض مساوی رہیں۔ اس قسم کا سوراج اس کا روادار نہیں ہوگا کہ ایک خاص جماعت مذہبی اسباب کی بنا پر مرکزی حکومت سے منقطع ہو جائے یا ملک سے حصول کا اپنے لئے مطالبہ کرے یا کوئی دوسری اقلیتی جماعت کوئی اور امتیازی ادعا کرے۔"

مسٹر ساورکر نے ہندوؤں سے یہ اپیل بھی کی کہ وہ افواج میں بڑی تعداد میں داخل ہوں۔

وائسرائے کی تقریر کی ستائش

مسٹر ساورکر نے وائسرائے کی حالیہ تقریر کا ذکر کیا جو انہوں نے اتحاد ایوان ہائے تجارت کلکتہ میں کی تھی اور کہا "وائسرائے نے ہندوستان کے جغرافیائی اتحاد پر جو زور دیا اور مسٹر [illegible] نے ہندوستان کی سالمیت کے استقرار کی ضرورت کی نسبت جو پرجوش اپیل کی اس کی میں قدر کرتا ہوں۔"

مطالبہ پاکستان کی مخالفت

انہوں نے اعلان کیا کہ ہندو مہاسبھا مسلمانوں کے مطالبۂ پاکستان کی مقاومت کا مصمم ارادہ رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ صوبہ واری انقطاع کے اصول پر رضامندی کی قیمت ادا کر کے جو آزادی بھی حاصل کی جائے گی وہ لازماً ایک ایسے مکان کی سی ہوگی جو ایک زندہ آتش فشاں کے دہانہ پر تعمیر کیا گیا ہو۔ (اپی)

۔۔۔ اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ کل جنگ کے جنوب مشرق میں روسیوں نے دریائے تیرک کو عبور کر لیا اور دشمن کو کئی علاقوں سے پیچھے ہٹا دیا۔ آگے شمال میں قفقاز اور ڈان کے درمیان دشمن پوری رفتار سے پیچھے ہٹ رہا ہے۔ بعض جرمن دستوں کا صفایا کر دیا گیا جنہوں نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

ریل، ریڈیو اور ڈاک کے محکموں میں اردو کا حشر

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵)

اس کی میں بھی کا اثر ہر اردو داں پر ہوتا ہے مگر یہ اثر اس قدر غیر محسوس طور پر ہوتا ہے کہ اس کی تکلیف اور اس کے نقصان کا اندازہ فوراً نہیں ہونے پاتا۔ ہر اردو داں سے یہ توقع بھی نہیں کی جا سکتی کہ تن تنہا ان عظیم الشان پہاڑوں سے ٹکر لے۔ مگر اب وقت ایسا ہی آ پڑا ہے کہ اردو کا ہر نام لیوا ان محکموں کے ہاتھوں اردو کو متاثر ہوتے دیکھ کر اپنا یہ ضروری فرض خیال کرے کہ ان محکموں کے اعلیٰ عہدیداروں کو ان کی خامیوں کی طرف متوجہ کرے جو نیچے کے لوگوں سے سرزد ہو کر عام باشندوں کو کم سے کم زبان کی حد تک تکلیف اور نقصان پہونچاتی ہیں۔ عام اطلاع کے لئے یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ریل اور ڈاک سے متعلق وقتی شکایتیں وزیر ریل و ڈاک کے نام روانہ کی جائیں اور ریڈیو کی زبان سے متعلق مناسب شکایات جناب کنٹرولر صاحب آل انڈیا ریڈیو کے نام بھیجی جائیں۔ ان دونوں عہدیداروں کے دفتر نئی دہلی میں ہیں۔ ([illegible])

روسٹوف پر روسیوں کی یلغار

دشمن پسپا ہو رہا ہے

ماسکو ۲۲ دسمبر۔ روسٹوف کی جانب روسیوں کی پیش قدمی جاری ہے۔ جوں جوں سال ختم ہو رہا ہے محاذ پر پھیلی ہوئی روسی فوجیں جرمنوں پر شدید ضربیں لگا رہی ہیں۔ اصل لڑائی وسط ڈان اور اسٹالن گراڈ کے جنوب مغرب میں ہو رہی ہے۔ روسٹوف کی سمت بھی شمال مغرب، شمال، شمال مشرق اور مشرق سے روسیوں کی چار فوجیں یلغار کر رہی ہیں۔ روسیوں کی یہ چار فوجیں ذیل کے مقامات سے نکل کر یلغار کر رہی ہیں۔

وروشیلوف کے قریب سے جو روسٹوف سے ۹۰ میل شمال مغرب میں واقع ہے جہاں روسی شہر کے مشرق میں لڑ رہے ہیں۔ ملیرووو کے ایک نواحی مقام سے جو روسٹوف سے ۱۲۰ میل شمال پر واقع ہے جہاں روسیوں نے شہر کو محصور کر لیا ہے اور ایک روسی فوج آگے جنوب میں ۵۰ میل پر روسٹوف کے قریب حملہ کر رہی ہے۔ کوٹل نکوو کے رقبہ سے جو روسٹوف کے شمال مشرق میں ۱۹۰ میل پر واقع ہے جہاں روسی دشمن کا تعاقب کر رہے ہیں جو ماورائے قفقاز ریلوے کے برابر کوٹل نیکوو کے آگے پسپا ہو رہا ہے اور دفاعی مورچے بنانے کی کوشش کر رہا ہے اور ایلسٹا سے جو وسط قفقاز میں واقع ہے اور جو روسٹوف سے ۲۸۰ میل پر واقع ہے۔

اطلاع ملی ہے کہ کل روسیوں نے کوٹل نکوو کے منطقہ میں جرمنوں کو شہر سے مزید ۲ میل دور پیچھے ہٹا دیا ہے۔ اخبار ریڈ اسٹار کا بیان ہے کہ کوٹل نکوو کا شہر فتح ہونے کے قبل اس کی سڑکوں پر خوفناک لڑائیاں ہوئیں۔

اس اثنا میں اسٹالن گراڈ کے اندر اور باہر روسیوں نے میدان جنگ اپنے ہاتھ میں رکھا۔ ٹیموشنکو نے جب سے شہر کے مدافعین کو جرمنوں کے نرغہ سے نکال دیا ہے سڑکوں پر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ ہر روز روسی اپنے کھوئے ہوئے مورچے فتح کرتے جا رہے ہیں اور ایک نامہ نگار نے اندازہ لگایا ہے کہ اسٹالن گراڈ کی ۹۰ فیصدی سڑکیں اور مکانات روسیوں نے واپس لے لئے ہیں۔

جرمن محصورہ فوج کو کمک

ماسکو ۲۱ دسمبر۔ جرمن اسٹالن گراڈ میں اپنی محصورہ فوجوں کو بذریعہ طیارہ کمک پہونچانے کی کوشش کئے جا رہے ہیں۔ آج کے روسی اعلامیہ میں اطلاع دی گئی ہے کہ دشمن کے دیگر ۲۲ طیارے برباد کر دئے گئے۔

روسیوں نے دریائے تیرک عبور کر لی

ماسکو ۲۱ دسمبر۔ آج دوپہر کے روسی

چیمبر آف کامرس کلکتہ میں وائسرائے کی تقریر

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۱))

اس امر کے کہ ایسی تلابازی سے کس طرح سادہ وعدہ خلافی ہوتی ہے یکطرفہ اعلان سے پاکستان کے نصب العین کو آنٹ دینے کا عزم نامبارک ہے۔ حکومت برطانیہ یہ اعلان کر چکی ہے کہ وہ مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر اس ملک کے مستقبل کی نسبت کوئی نئی پالیسی اختیار نہیں کرے گی۔

بمبئی کی صوبہ واری مسلم لیگ نے اپنے ایک حالیہ اجلاس میں وائسرائے کی تقریر کی نسبت ایک طویل قرارداد منظور کی ہے جس میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ یہ تقریر نہایت بے موقع کی تھی اور اس سے ممکن ہے کہ حکومت کی اس ضعیف سی امید کو بھی دھکا ہو جس کی ضرورت ہندوؤں کے ایک سمجھدار طبقے میں محسوس کی جا رہی تھی جو مسلمانوں کے حق خود ارادیت کے جائز مطالبہ کو تسلیم کرنے کی تائید میں ہے۔ قرارداد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہندوستانی یونین میں شریک ہونے پر مسلم اکثریت والی مملکتوں کو مجبور کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ مسلمان کوئی محکومانہ پوزیشن قبول نہ کریں گے اور ان ریاستوں میں جہاں وہ اکثریت میں ہیں اپنی حکومت قائم کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔ ہندو کے سمجھدار طبقے سے اس قرارداد میں اپیل کی گئی ہے کہ وہ وائسرائے کے اس شر انگیز بیان سے کوئی رہنمائی حاصل نہ کریں جس میں مسلمانوں کے خود ارادیت کے حق سے انکار کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو ایک قوم کے بجائے محض ایک اقلیت سمجھنا ایک بنیادی غلطی ہے۔

وائسرائے کی اس تقریر کے بعد دہلی میں ایک غیر معمولی جلسہ کے موقع پر جو مسٹر جناح کی (۷۰) ویں سالگرہ کے سلسلہ میں منعقد ہوا تھا مسٹر جناح نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ہند یا حکومت برطانیہ مسلمانوں کو ان کے نصب العین یا ان کے عزم سے باز نہیں رکھ سکتی۔ مسٹر جناح نے کہا کہ "ہم اپنے اس مقصد کو توقع سے بھی بہت جلد حاصل کریں گے اور مجھے اپنی زندگی میں پاکستان قائم ہوتے ہوئے دیکھنے سے بڑھ کر کسی اور چیز سے خوشی نہ ہوگی۔ ہم پروانہ اور قیاتوس یا پروانہ حجرا اسکا کل نہیں چاہتے۔ ہمارا ایک پروانہ ہے اور وہ پاکستان ہے۔" اس تقریر سے اس ردعمل کا پتہ چلتا ہے جو مسٹر جناح پر ہوا ہے۔



احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر دفتر حکمت سے شائع ہوا۔